سلام

مولانا سید ساجد حسین فہیمؔ جائسی

جوانیوں میں عروجِ کمال ہوتا ہے — کہ وسطِ ماہ میں کامل ہلال ہوتا ہے
جھکے تو دید کے قابل ہلال ہوتا ہے — بڑھے جو حد سے تو نقصِ کمال ہوتا ہے
نہ کس طرح سے کروں ترک حرص دنیا کو — کہ اس کے ہجر سے حق کا وصال ہوتا ہے
جو جاتے ہیں پئے گلگشت شیعۂ حیدرؑ — خوشی سے گلشن رضواں نہال ہوتا ہے
ہمیں تو رونے بھی دیتا نہیں فلک دم بھر — وہ کون ہیں جنھیں ہنسنا محال ہوتا ہے
یہ ہے مصائبِ مظلوم کربلا کا اثر — کہ ضبطِ گریہ بشر سے محال ہوتا ہے
بغور سن کے مصائب حسینؑ کو روؤ — خیال کرنے سے پیدا خیال ہوتا ہے
نہ فوجِ شام میں کیوں ڈوبتا حسینؑ کا چاند — فروغِ ماہ سریع الزّوال ہوتا ہے
گہر کی طرح غم شہ سے دل میں ہیں ناسور — ان ایسے زخموں کا کب اِندمال ہوتا ہے
نہ کیوں عروسِ کبریٰ کو سن کے غمگیں ہوں — یہ وہ خوشی ہے کہ جس سے ملال ہوتا ہے
جو قتل ہونے لگے شاہِ دیں ملک بولے — غروب شمس قریبِ زوال ہوتا ہے
جوارِ خاص میں رہتے ہیں مدح خوانِ حسین — ورودِ مرحمتِ ذوالجلال ہوتا ہے
لحد کی باتوں کا آتا ہے جب خیال فہیمؔ — عجیب روح حزیں پر ملال ہوتا ہے

جمال شاہِ ولایت مآب ایسا تھا — زوال جس کو نہ تھا آفتاب ایسا تھا
جلا کے مردے سلماں ہوئے مسیح زماں — ہر اک غلام رسالت مآبؐ ایسا تھا
خدیو مصر ہوا آخرش مہِ کنعان — وہ بچپنے کا پراگندہ خواب ایسا تھا
گرے ٹپک کے جو آنکھوں سے اشک دامن پر — فرشتے لے گئے آکر گلاب ایسا تھا
ہوئیں فریفتہ بانو جو خواب میں دیکھا — علیؑ کے لال کا حسنِ شباب ایسا تھا
حسین ہوگئے مختارِ دوزخ و جنت — شہادت ایسی تھی جس کا ثواب ایسا تھا
گئے تھے عرش پہ نعلین پہنے ختم رُسل — وقار حضرتِ گردوں جناب ایسا تھا
نہ تھی صبا میں یہ سُرعت نہ برق میں یہ تڑپ — شبیہِ ختمِ رسل کا عُقاب ایسا تھا
دم سوال کہا صاف، حیدری ہوں میں — ملک بھی ہوگئے ساکت جواب ایسا تھا
حسین تھام کے دل روئے گو کہ صابر تھے — اجل نصیب پسر کا شباب ایسا تھا
فہیم ہند سے جب کربلا میں پہنچے ہم — کھلی تب آنکھ کہ قسمت کا خواب ایسا تھا